نظرِ ثانی واضافہ شدہ دوم ایڈیشن: ماہِ شوّال 1441ھ / مئی 2020

ماہِ شوال کے نفلی روزوں کے فضائل واحکام پر مشتمل مختصر رسالہ

خُلَاصَةُ الأَقْوالِ فِي اسْتِحْبابِ صَوْمِ السِّتِّ مِنْ شَوّال

ماہِ شوّال المکرّم کے چھ نفلی روزوں کی فضیلت اور احکام

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

پیش لفظ

گزشتہ سال ماہِ شوال المکرم کے چھ نفلی روزوں سے متعلق ایک مختصر سا رِسالہ تحریر کیا تھا، پھر رواں سال ماہِ شوال میں اس کو اپنے ''سلسلہ اصلاحِ اَغلاط'' میں نظرِ ثانی اور اضافہ کے ساتھ دو قسطوں میں شائع کیا، اب انھی اقساط کو یکجا کرکے شائع کیا جارہا ہے۔ الحمدللہ کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور کرم نوازی کی بدولت ہی ممکن ہوا۔

حضرات اہلِ علم سے درخواست ہے کہ اس تحریر میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیرًا

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرماکر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین، اہل وعیال، خاندان، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

بندہ مبین الرحمٰن
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
شوال المکرم 1441ھ/ مئی 2020
03362579499

ماہِ شوّال المکرّم کی فضیلت:

ماہِ شوال المکرم بڑی ہی فضیلت والا مہینہ ہے، اس کی فضیلت کی متعدد وجوہات ہیں، جیسے:

1۔ماہِ شوال ماہِ رمضان المبارک کے متصل بعد آنے کی وجہ سے اس مقدس ماہ کا پڑوسی ہے جو کہ کسی درجے میں ماہِ شوال کے لیے فضیلت کی بات ہے۔

2۔ماہِ شوال میں اللہ تعالیٰ نے لیلۃ الجائزہ، صدقۃ الفطر، عید الفطر، نمازِ عید الفطر اور ماہِ شوال کے چھ روزوں جیسے مبارک اعمال وامور رکھے ہیں، جن سے اس ماہ کی اہمیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔

3۔ماہِ شوال حج کے مبارک مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے، یہ بھی اس کی فضیلت کے لیے کافی ہے۔

مذکورہ متعدّد وجوہات کی وجہ سے ماہِ شوال کو بھی بڑی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ چوں کہ اس ماہ کی عبادات میں سے ایک اہم عبادت اس ماہ کے چھ نفلی روزے بھی ہیں اس لیے ذیل میں ان چھ نفلی روزوں کے فضائل واحکام بیان کیے جاتے ہیں۔

ماہِ شوّال المکرّم کے چھ نفلی روزوں کا ثبوت اور ان کی فضیلت:

ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد ماہِ شوال میں چھ نفلی روزے رکھنے کی بڑی فضیلت احادیث میں وارد ہے، احادیث ملاحظہ فرمائیں:

1۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت:

صحیح مسلم، جامع الترمذی، سنن ابی داود، سنن کبریٰ بیہقی، سنن صغریٰ بیہقی، مسند ابی عوانہ، مسند احمد، صحیح ابن خزیمہ، شعب الایمان اور دیگر کتبِ احادیث میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ (اجر وثواب میں) ہمیشہ (یعنی سال بھر) کے روزوں کے برابر ہے۔“

- صحیح مسلم میں ہے:

٢٨١٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمَاعِيلَ -قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ-: أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ سَعِيدِ ابْنِ قَيْسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتِ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ رضى الله عنه أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ».

(باب اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ اتِّبَاعًا لِرَمَضَانَ)

- سنن الترمذی میں ہے:

٧٥٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ».

وَفِي البَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَثَوْبَانَ.

اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ کی درج ذیل عبارت اس روایت کی صحت اور ماہِ شوال کے چھ روزوں کی حقیقت واضح کرنے کے لیے کافی ہے:

حَدِيثُ أَبِي أَيُّوبَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدِ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ صِيَامَ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ بِهَذَا الحَدِيثِ. قَالَ ابْنُ المُبَارَكِ: هُوَ حَسَنٌ، هُوَ مِثْلُ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ. قَالَ ابْنُ المُبَارَكِ: وَيُرْوَى فِي بَعْضِ الحَدِيثِ وَيُلْحَقُ هَذَا الصِّيَامُ بِرَمَضَانَ، وَاخْتَارَ ابْنُ المُبَارَكِ أَنْ تَكُونَ سِتَّةَ أَيَّامٍ فِي أَوَّلِ الشَّهْرِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ المُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: إِنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ مُتَفَرِّقًا فَهُوَ جَائِزٌ.

- سنن ابی داود میں ہے:

٢٤٣٥- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ وَسَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ

رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ».

- صحیح ابن خزیمہ میں ہے:

٢١١٤- حدثنا أحمد بن عبدة: حدثنا عبد العزيز يعني ابن محمد الدراوردي عن صفوان بن سليمان وسعد بن سعيد عن عمر بن ثابت عن أبي أيوب الأنصاري قال: قال رسول الله ﷺ: «من صام رمضان ثم أتبعه ستة أيام من شوال فكأنما صام الدهر».

- مسند ابی عوانہ میں ہے:

٢٦٩٦- حدثنا الصاغاني وأبو أمية قالا: حدثنا محاضر بن المورع: حدثنا سعد ابن سعيد قال: أخبرني عمر بن ثابت الأنصاري سمعت أبا أيوب رضي الله عنه يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «من صام رمضان ثم أتبعه ستا من شوال فذاك صيام الدهر».

- مسند احمد میں ہے:

٢٣٥٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ».

- شعب الایمان میں ہے:

٣٤٥٦- أخبرنا أبو عبد الله الحافظ وعبد الله بن يوسف الأصبهاني قالا: أخبرنا الأصم: أخبرنا محمد بن إسحاق الصنعاني:أخبرنا محاضر بن المورع:أخبرنا سعد بن سعيد الأنصاري: أخبرني عمر بن ثابت الأنصاري قال: سمعت أبا أيوب الأنصاري يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «من صام رمضان ثم أتبعه ستا من شوال فذاك صيام الدهر».

فائده:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ’’مصنَّف عبد الرزاق‘‘ میں بھی ہے البتہ الفاظ کا معمولی فرق ہے جس سے حدیث کا مطلب بھی مزید واضح ہو جاتا ہے:

٧٩١٨- عبد الرزاق عن داود بن قيس عن سعد بن سعيد بن قيس أخو يحيي بن سعيد عن

عمر بن ثابت عن أبي أيوب الأنصاري: قال رسول الله ﷺ: «من صام شهر رمضان وأتبعه ستا من شوال كتب له صيام السنة» يقول: لكل يوم عشرة أيام. وبه نأخذ.

2۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی روایت:

- سنن کبریٰ بیہقی میں ہے:

٨٦٩٣- عَنْ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَسِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ السَّنَةَ كُلَّهَا».

- مسند احمد میں ہے:

١٤٣٠٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ جَابِرٍ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَسِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ السَّنَةَ كُلَّهَا».

3۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت:

- صحیح ابن حبان میں ہے:

٣٦٣٥- أخبرنا الحسين بن إدريس الأنصاري: حدثنا هشام بن عمار: حدثنا الوليد بن مسلم: حدثنا يحي بن الحارث الذماري عن أبي أسماء الرحبي عن ثوبان مولى رسول الله ﷺ عن رسول الله ﷺ قال: «من صام رمضان وستا من شوال فقد صام السنة».

- صحیح ابن خزیمہ میں ہے:

٢١١٥- حدثنا سعيد بن عبد الله بن عبد الحكم والحسين بن نصر بن المبارك المصريان قالا: حدثنا يحي بن حسان: حدثنا يحي بن حمزة عن يحي بن الحارث الذماري عن أبي أسماء الرحبي عن ثوبان: أن رسول الله ﷺ قال: «صيام رمضان بعشرة أشهر، وصيام الستة أيام بشهرين، فذلك صيام السنة» يعني رمضان وستة أيام بعده.

ماہِ شوال کے چھ روزے سال بھر کے روزوں کے برابر ہونے کا مطلب:

ماہِ رمضان کے بعد شوال کے چھ نفلی روزے رکھنے سے سال بھر کے روزوں کا اجر وثواب یوں نصیب ہوتا ہے کہ قرآن کریم سورۃ الانعام آیت: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰٓ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (160) کی رو سے ایک نیکی پر دس گنا اجر وثواب عطا ہوتا ہے، اس حساب سے 30+6 = 36 روزوں کا اجر 360 روزوں کے برابر بن جاتا ہے، یوں سال بھر کے روزوں کا اجر میسر آجاتا ہے جیسا کہ ما قبل میں مذکور بعض روایات سے یہی مضمون ثابت ہے۔

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت میں روایات میں موجود ’’الدَّہر‘‘ اور ’’السَّنۃ‘‘ کے الفاظ کی تطبیق:

بعض روایات میں شوال کے ان چھ روزوں کی فضیلت میں ’’الدَّهر‘‘ کا لفظ آتا ہے جس سے ہمیشہ اور ساری عمر کے روزوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جبکہ بعض روایات میں ’’السَّنة‘‘ کا لفظ آتا ہے جس سے سال بھر کے روزوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، ان دونوں الفاظ کی تطبیق ایک تو یوں ہوسکتی ہے کہ ’’السَّنة‘‘ یعنی سال کو بنیاد اور اصل قرار دے کر ’’الدَّهر‘‘ سے بھی سال ہی مراد لیا جائے جیسا کہ ’’الدَّهر‘‘ کا ایک مصداق یہ بھی ہے اور روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ دوسری تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ اگر ’’الدَّهر‘‘ کو اپنے حال پر رکھا جائے اور اس سے ہمیشہ کی فضیلت مراد لی جائے تب بھی کوئی شبہ نہیں کیوں کہ جو شخص ہر سال رمضان کے روزوں کے ساتھ شوال کے ان چھ نفلی روزوں کا بھی اہتمام کرتا رہے تو اس کو ہر سال سال بھر کے روزوں کا اجر ملے گا تو اس طرح اس کو ساری عمر ہمیشہ کے لیے روزے کا اجر میسر آسکے گا۔

ماہِ شوال کے چھ روزوں سے متعلق ایک شبہ اور غلط فہمی کا ازالہ:

ما قبل میں مذکور روایات سمیت دیگر متعدد روایات سے ماہِ شوال کے ان چھ نفلی روزوں کی فضیلت بخوبی واضح ہوجاتی ہے۔ یہی مذہب جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، ائمہ مجتہدین، فقہائے احناف اور

حضرات اکابر رحمہم اللہ کا ہے۔ اس لیے ان روزوں کے ثبوت اور فضیلت میں کسی قسم کی کوئی غلط فہمی اور شبہ نہیں ہونا چاہیے۔

بعض کتب میں جو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور دیگر بعض ائمہ کرام کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کو مکروہ قرار دیا گیا ہے تو محققین حضرات کے نزدیک اوّل تو ان ائمہ کرام کی طرف ان روزوں کو مکروہ قرار دینے کی نسبت درست ہی نہیں، دوم یہ کہ اگر اس نسبت کو درست تسلیم کر بھی لیا جائے تب بطورِ تاویل اس کا مطلب یہ بیان کیا جائے گا کہ ان ائمہ کرام کے نزدیک یہ کراہت مطلق نہیں بلکہ کراہت اس صورت میں ہے جب ان چھ روزوں کو لازم سمجھا جائے اور ان کو فرض و واجب کا درجہ دیا جائے کہ لوگ ان روزوں کے ترک کرنے پر ملامت کرنے لگیں، یا یہ کہ عید کے دن ہی سے یہ روزے شروع کیے جائیں، یا یہ کہ ان روزوں کے بعد عید جیسی تقریب منائی جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کراہت مخصوص صورتوں میں ہے جبکہ عام حالات میں یہ روزے مستحب ہی ہیں، یہی قول راجح اور مفتیٰ بہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: رد المحتار مع الدر المختار، ہندیہ، مراقی الفلاح، معارف السنن، اعلاء السنن، شرح النقایہ، بدائع الصنائع، مجمع الانہر، فتاویٰ دار العلوم دیوبند، بہشتی زیور، فتاویٰ رحیمیہ، فتاویٰ بیّنات ودیگر کتب۔

ماہِ شوال کے ان چھ روزوں کے استحباب کو ثابت کرنے سے متعلق حضرت امام قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ نے ایک بہترین رسالہ بنام "**تحريرُ الأقوال في صَومِ الستّ من شوال**" تحریر فرمایا ہے جو کہ انصاف پسند افراد کے لیے نہایت ہی تشفی کا باعث ہے جس میں یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ کے نزدیک بھی یہ روزے مستحب ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ ان تمام اقوال کی تردید یا تاویل کی گئی ہے جن سے ان روزوں کا مکروہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

ذیل میں دلی اطمینان کے لیے چند فقہی عبارات ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جن سے ماہِ شوال کے ان چھ نفلی روزوں کی فضیلت بھی واضح ہو جاتی ہے اور ائمہ حنفیہ کے مذہب سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔

- الدر المختار میں ہے:

(وَنُدِبَ تَفْرِيقُ صَوْمِ السِّتِّ مِنْ شَوَّالٍ) وَلَا يُكْرَهُ التَّتَابُعُ عَلَى الْمُخْتَارِ خِلَافًا لِلثَّانِي، «حَاوِي». وَالْإِتْبَاعُ الْمَكْرُوهُ أَنْ يَصُومَ الْفِطْرَ وَخَمْسَةً بَعْدَهُ فَلَوْ أَفْطَرَ الْفِطْرَ لَمْ يُكْرَهْ بَلْ يُسْتَحَبُّ وَيُسَنُّ، ابْنُ كَمَالٍ.

- اس کی شرح رد المحتار میں ہے:

مَطْلَبٌ فِي صَوْمِ السِّتِّ مِنْ شَوَّالٍ:

(قَوْلُهُ: وَنُدِبَ إلَخْ) ذِكْرُ هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ بَيْنَ مَسَائِلِ النَّذْرِ غَيْرُ مُنَاسِبٍ وَإِنْ تَبِعَ فِيهِ صَاحِبَ «الدُّرَرِ». (قَوْلُهُ: عَلَى الْمُخْتَارِ) قَالَ صَاحِبُ «الْهِدَايَةِ» فِي كِتَابِهِ «التَّجْنِيسُ»: إنَّ صَوْمَ السِّتَّةِ بَعْدَ الْفِطْرِ مُتَتَابِعَةً مِنْهُمْ مَنْ كَرِهَهُ، وَالْمُخْتَارُ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ؛ لِأَنَّ الْكَرَاهَةَ إنَّمَا كَانَتْ؛ لِأَنَّهُ لَا يُؤْمَنُ مِنْ أَنْ يُعَدَّ ذَلِكَ مِنْ رَمَضَانَ فَيَكُونَ تَشَبُّهًا بِالنَّصَارَى، وَالْآنَ زَالَ ذَلِكَ الْمَعْنَى اهـ. وَمِثْلُهُ فِي «كِتَابِ النَّوَازِلِ» لِأَبِي اللَّيْثِ وَ«الْوَاقِعَاتِ» لِلْحُسَامِ الشَّهِيدِ وَ«الْمُحِيطِ الْبُرْهَانِيِّ» وَ«الذَّخِيرَةِ»، وَفِي «الْغَايَةِ» عَنْ الْحَسَنِ ابْنِ زِيَادٍ: أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بِصَوْمِهَا بَأْسًا وَيَقُولُ: كَفَى بِيَوْمِ الْفِطْرِ مُفَرِّقًا بَيْنَهُنَّ وَبَيْنَ رَمَضَانَ اهـ. وَفِيهَا أَيْضًا: عَامَّةُ الْمُتَأَخِّرِينَ لَمْ يَرَوْا بِهِ بَأْسًا. وَاخْتَلَفُوا هَلِ الْأَفْضَلُ التَّفْرِيقُ أَوِ التَّتَابُعُ اهـ. وَفِي «الْحَقَائِقِ»: صَوْمُهَا مُتَّصِلًا بِيَوْمِ الْفِطْرِ يُكْرَهُ عِنْدَ مَالِكٍ، وَعِنْدَنَا: لَا يُكْرَهُ وَإِنِ اخْتَلَفَ مَشَايِخُنَا فِي الْأَفْضَلِ. وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ: أَنَّهُ كَرِهَهُ مُتَتَابِعًا، وَالْمُخْتَارُ لَا بَأْسَ بِهِ اهـ. وَفِي «الْوَافِي» وَ«الْكَافِي» وَ«الْمُصَفَّى»: يُكْرَهُ عِنْدَ مَالِكٍ، وَعِنْدَنَا: لَا يُكْرَهُ، وَتَمَامُ ذَلِكَ فِي رِسَالَةِ «تَحْرِيرِ الْأَقْوَالِ فِي صَوْمِ السِّتِّ مِنْ شَوَّالٍ» لِلْعَلَامَةِ قَاسِمٍ، وَقَدْ رَدَّ فِيهَا عَلَى مَا فِي «مَنْظُومَةِ التُّبَّانِيِّ» وَشَرْحِهَا مِنْ عَزْوِهِ الْكَرَاهَةَ مُطْلَقًا إلَى أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَنَّهُ الْأَصَحُّ بِأَنَّهُ عَلَى غَيْرِ رِوَايَةِ الْأُصُولِ، وَأَنَّهُ صَحَّحَ مَا لَمْ يَسْبِقْهُ أَحَدٌ إلَى تَصْحِيحِهِ، وَأَنَّهُ صَحَّحَ الضَّعِيفَ، وَعَمَدَ إلَى تَعْطِيلِ مَا فِيهِ الثَّوَابُ الْجَزِيلُ بِدَعْوَى كَاذِبَةٍ بِلَا دَلِيلٍ، ثُمَّ سَاقَ كَثِيرًا مِنْ نُصُوصِ كُتُبِ الْمَذْهَبِ فَرَاجِعْهَا، فَافْهَمْ. (قَوْلُهُ: وَالْإِتْبَاعُ الْمَكْرُوهُ إلَخْ) الْعِبَارَةُ لِصَاحِبِ «الْبَدَائِعِ»، وَهَذَا تَأْوِيلٌ لِمَا رُوِيَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ عَلَى خِلَافِ مَا فَهِمَهُ صَاحِبُ

«الْحَقَائِقِ» كَمَا فِي رِسَالَةِ الْعَلَّامَةِ قَاسِمٍ، لَكِنَّ مَا مَرَّ عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ زِيَادٍ يُشِيرُ إِلَى أَنَّ الْمَكْرُوهَ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ تَتَابُعُهَا وَإِنْ فَصَلَ بِيَوْمِ الْفِطْرِ، فَهُوَ مُؤَيِّدٌ لِمَا فَهِمَهُ فِي الْحَقَائِقِ، تَأَمَّلْ. (كتاب الصوم)

- بدائع الصنائع میں ہے:

والاتباع الْمَكْرُوهُ هو أَنْ يَصُومَ يوم الْفِطْرِ وَيَصُومَ بَعْدَهُ خَمْسَةَ أَيَّامٍ، فَأَمَّا إذَا أَفْطَرَ يوم الْعِيدِ ثُمَّ صَامَ بَعْدَهُ سِتَّةَ أَيَّامٍ فَلَيْسَ بِمَكْرُوهٍ، بَلْ هو مُسْتَحَبٌّ وَسُنَّةٌ.

امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب سے متعلق تنبیہ:

جہاں تک حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی طرف ان چھ روزوں کی کراہت کی نسبت کا تعلق ہے تو وہ بھی علی الاطلاق درست نہیں جیسا کہ مشہور مالکی امام وفقیہ امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اس کی تردید کرتے ہوئے کراہت کی تاویل فرمائی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

- الاستذکار لابن عبد البر:

وَأَمَّا صِيَامُ السِّتَّةِ الْأَيَّامِ مِنْ شَوَّالٍ عَلَى طَلَبِ الْفَضْلِ وَعَلَى التَّأْوِيلِ الَّذِي جَاءَ بِهِ ثَوْبَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَإِنَّ مَالِكًا لَا يَكْرَهُ ذَلِكَ إِنْ شَاءَ اللهُ؛ لِأَنَّ الصَّوْمَ جُنَّةٌ وَفَضْلُهُ مَعْلُومٌ لِمَنْ رَدَّ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ لِلهِ تَعَالَى وَهُوَ عَمَلُ بِرٍّ وَخَيْرٍ وَقَدْ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: «وَافْعَلُوا الْخَيْرَ»، وَمَالِكٌ لَا يَجْهَلُ شَيْئًا مِنْ هَذَا، وَلَمْ يَكْرَهْ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا مَا خَافَهُ عَلَى أَهْلِ الْجَهَالَةِ وَالْجَفَاءِ إِذَا اسْتَمَرَّ ذَلِكَ وَخَشِيَ أَنْ يَعُدُّوهُ مِنْ فَرَائِضِ الصِّيَامِ مُضَافًا إِلَى رَمَضَانَ، وَمَا أَظُنُّ مَالِكًا جَهِلَ الْحَدِيثَ وَاللهُ أَعْلَمُ.... (باب جامع الصيام)

ماہِ شوال کے چھ نفلی روزوں کے مستحب ہونے پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے:

شیخ دکتور وہبہ زحیلی رحمہ اللہ نے الفقہ الاسلامی وادلتہ میں شوّال کے چھ نفلی روزوں پر ائمہ کرام کا اتفاق

ذکر فرمایا ہے:

النوع الرابع صوم التطوع أو الصوم المندوب: .... وأيام صوم التطوع بالاتفاق ما يلي: ....

٤- صوم ستة أيام من شوال ولو متفرقة، ولكن تتابعها أفضل عقب العيد مبادرة إلى العبادة، ويحصل له ثوابها ولو صام قضاء أو نذرًا أو غير ذلك، فمن صامها بعد أن صام رمضان، فكأنما صام الدهر فرضًا؛ لما روى أبو أيوب: «من صام رمضان، ثم أتبعه ستًّا من شوال فذاك صيام الدهر»، وروى ثوبان: «صيام شهر بعشرة أشهر، وصيام ستة أيام بشهرين، فذلك سنة» يعني أن الحسنة بعشر أمثالها، الشهر بعشرة أشهر، والستة بستين، فذلك سنة كاملة.

ان متعدد صحیح احادیث مبارکہ اور ائمہ کرام وفقہائے عظام کی تصریحات کے بعد ماہِ شوال کے چھ روزوں کے استحباب اور ثبوت کا انکار ایک بے بنیاد اور کھوکھلا دعویٰ ہے۔

ماہِ شوال کے روزوں کو لازم سمجھنے سے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ:

بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ چوں کہ لوگ ماہِ شوال کے ان چھ روزوں کو لازم سمجھتے ہیں اس لیے یہ مکروہ اور بدعت ہیں، اس لیے ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس حوالے سے چند باتیں سمجھنا ضروری ہیں:

1۔ ماہِ شوال کے ان چھ روزوں کو لازم سمجھنا اور انھیں ترک کرنے پر ملامت کرنا شرعی اعتبار سے ہر گز درست نہیں، کیوں کہ یہ روزے مستحب ہیں اور مستحب کو اپنے شرعی مقام و مرتبے سے آگے بڑھاتے ہوئے اس کو لازم سمجھنا اور اسے ترک کرنے پر ملامت کرنا دین میں زیادتی ہے جو کہ ناجائز ہے۔ اس لیے جہاں ایسی سوچ پائی جاتی ہو وہاں اس غلط سوچ کی اصلاح ضروری ہے۔

2۔ ماقبل کی تفصیل کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ نکتہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ موجودہ حالات میں جہاں ان روزوں کو لازم سمجھا جاتا ہے تو ایسی صورتحال میں ان روزوں ہی کو مکروہ اور بدعت قرار دینے کی بجائے اس غلط اور غیر شرعی سوچ کی اصلاح کی جائے تو یہ زیادہ مناسب اور بہتر ہے کیوں کہ یہ روزے تو احادیث سے ثابت ہیں، اس لیے ان کی ترغیب دینی چاہیے جیسا کہ احادیث کا بھی تقاضا ہے اور کسی عمل کے مستحب ہونے کا بھی

تقاضا ہے، جبکہ ان مستحب روزوں کو لازم سمجھنے کی سوچ غلط اور غیر شرعی ہے جو کہ ایک خارجی معاملہ ہے، اس لیے کہ جہاں یہ غلط سوچ نہ ہو تو وہاں ان روزوں کو مستحب ہی قرار دیا جائے گا کیوں کہ یہ روزے اصلًا بدعت نہیں ہیں بلکہ احادیث سے ثابت ہیں، اس لیے ان روزوں سے متعلق غلط سوچ کی اصلاح ہونی چاہیے، نہ کہ روزوں ہی کو مکروہ اور بدعت قرار دے دیا جائے، کیوں کہ موجودہ حالات میں اگر اس طرح کی غلط اور غیر شرعی سوچ کی اصلاح کرنے کی بجائے مستحب اعمال ہی کو مکروہ اور بدعت قرار دینے کی روش اختیار کی جائے تو اس کی زد میں تقریبًا تمام معروف مستحب اعمال آئیں گے اور سبھی کو مکروہ اور بدعت قرار دینا پڑے گا، اور یہ تو ظاہر ہے ہی کہ جس روش کا انجام ہی نامناسب ہو تو وہ روش ہی نامناسب قرار پاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

3۔ واضح رہے کہ یہ بات بھی محلِ نظر ہے کہ لوگ ان روزوں کو لازم سمجھتے ہیں، کیوں اوّل تو بہت سے لوگ یہ روزے رکھتے ہی نہیں، دوم یہ کہ بڑی تعداد ایسی ہے جو ان روزوں کو مستحب ہی سمجھتی ہے، سوم یہ کہ اس امکان اور احتمال کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بعض لوگ ان روزوں کو لازم بھی سمجھتے ہوں گے لیکن یہ معاملہ تو تقریبًا ہر اس مستحب عمل کے ساتھ ہے جس کا عوام میں رجحان زیادہ ہے، لیکن کیا اس کی وجہ سے ان تمام مستحب اعمال کو مکروہ یا بدعت قرار دیا جا سکے گا؟! اس لیے محض لازم سمجھنے کے اندازے اور گمان کی وجہ سے احادیث سے ثابت شدہ نفلی روزوں کو مکروہ یا بدعت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ماہِ شوّال کے نفلی روزوں کے احکام

چوں کہ ماہِ شوال میں بہت سے مسلمان یہ چھ نفلی روزے رکھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اس لیے ان سے متعلق چند ضروری احکام ذکر کرتے ہیں تاکہ روزے رکھنے والوں کے لیے سہولت رہے۔

سال کے پانچ دن روزے رکھنا جائز نہیں:

سال کے پانچ دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنا ناجائز ہے:

- عید الفطر کا دن۔
- عید الاضحیٰ کے چار دن یعنی دس ذوالحجہ سے لے کر 13 ذوالحجہ تک۔ (رد المحتار مع الدر المختار)

- سنن دار قطنی میں ہے:

٣٤- عن سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن أنس: أن النبي ﷺ نهى عن صوم خمسة أيام في السنة: يوم الفطر ويوم النحر وثلاثة أيام التشريق.

دیگر متعدد احادیث اور آثار سے اس روایت کے ضعف کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

ماہِ شوال کے روزوں کا آغاز عید الفطر کے دوسرے دن سے کیا جاسکتا ہے:

ماہِ شوال کے چھ نفلی روزے ماہِ شوال کے پورے مہینے میں رکھے جاسکتے ہیں، البتہ جیسا کہ ما قبل کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ یکم شوال یعنی عید الفطر کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں اس لیے ان چھ نفلی روزوں کا آغاز عید الفطر کے دوسرے دن سے کیا جاسکے گا۔

اس سے ان حضرات کی غلطی بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ جو عید الفطر کے دوسرے اور تیسرے دن بھی روزہ رکھنے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔

شوال کے چھ روزے پے در پے رکھنے ضروری نہیں:

شوال کے یہ چھ روزے ایک ہی ساتھ لگاتار رکھنے ضروری نہیں بلکہ درمیان میں وقفہ کر کے الگ الگ رکھنا بھی درست ہے۔ (ردالمحتار)

شوال کے چھ روزوں میں قضا روزوں کی نیت کرنا:

شوال کے چھ روزوں میں قضا روزوں کی نیت کرنا درست نہیں، بلکہ قضا روزے الگ سے رکھنے ضروری ہیں۔

ماہِ شوال کا نفلی روزہ فاسد ہو جانے کا حکم:

ماہِ شوال کا نفلی روزہ ٹوٹ جائے تو اس کی قضا لازم ہوتی ہے، اسی طرح اگر جان بوجھ کر توڑ دیا تب بھی صرف قضا ہی لازم ہوگی، یہی حکم ہر نفلی روزے کا بھی ہے۔

کن چیزوں کی وجہ سے نفلی روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

یہ اصولی بات یاد رہے کہ نفلی روزہ بھی انھی وجوہات کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے جن کی وجہ سے فرض روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس لیے یہاں ان وجوہات کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

روزے کی نیت کے مسائل

روزے کے لیے نیت کا حکم:

روزہ چاہے فرض ہو یا نفلی اس کے لیے نیت فرض ہے، بغیر نیت کے روزہ نہیں ہوتا۔ (رد المحتار)

نیت کی حقیقت:

نیت دل کے ارادے اور عزم کا نام ہے کہ دل میں یہ نیت ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے روزہ رکھتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیت کا تعلق دل ہی کے ساتھ ہے اور حقیقی نیت دل ہی کی ہوا کرتی ہے، اس لیے دل میں نیت کرلی تو یہ بھی کافی ہے۔ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا بھی درست ہے لیکن ضروری نہیں۔ اگر کوئی شخص دل ہی میں نیت کرلیتا ہے اور زبان سے نیت کے الفاظ ادا نہیں کرتا تو یہ بالکل جائز ہے۔ (رد المحتار)

عربی زبان میں نیت کرنے کا حکم:

نیت کے الفاظ ہر شخص اپنی اپنی زبان میں بھی ادا کرسکتا ہے، اسی طرح نیت عربی میں کرنا بھی درست ہے لیکن ضروری نہیں۔

عوام میں مشہور عربی نیت کا حکم:

آج کل عوام میں نیت کے یہ الفاظ مشہور ہیں: ''وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهرِ رَمَضَان''، حتی کہ بعض لوگ تو اس کو سحری کی دعا سمجھتے ہیں بلکہ متعدد ذرائعِ اِبلاغ کے ذریعے اس کی اشاعت کا بھرپور اہتمام بھی کرتے ہیں، یاد رہے کہ یہ سحری کی دعا تو ہرگز نہیں، البتہ ان الفاظ کے ساتھ نیت کرنا درست تو ہے لیکن یہ الفاظ قرآن وسنت سے ثابت نہیں، اس لیے ان الفاظ کو سنت یا ضروری نہ سمجھا جائے۔ اسی طرح اس کی اشاعت کا اس قدر اہتمام بھی ایک بے بنیاد بات ہے کیوں کہ اس سے بڑی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور لوگ صحیح مسئلے سے ناواقف رہتے ہیں۔

سحری کرنا بھی نیت کے قائم مقام ہے:

سحری کرنا بھی نیت کے قائم مقام ہے البتہ اگر سحری کرتے وقت یہ نیت تھی کہ روزہ نہیں رکھنا ہے تو ایسی صورت میں سحری نیت کے قائم مقام نہیں ہوگی بلکہ روزہ رکھنے کے لیے الگ سے نیت ضروری ہے۔

روزے کی نیت کب تک کی جاسکتی ہے؟

نفلی روزے کی نیت کب تک کی جاسکتی ہے؟اس مسئلہ کی تفصیل سے قبل تمہید کے طور پر کچھ وضاحت ذکر کرنا ضروری ہے۔

نِصفُ النَّہار کی حقیقت:

''نصف النہار'' کے معنی ہیں: آدھا دن۔ ''نصف النہار'' کی دو اقسام ہیں:

1۔نصف النہار عرفی:

سورج طلوع ہونے سے لے کر سورج غروب ہونے تک پورے دن کا جتنا بھی وقت ہے اس کے آدھے وقت کو ''نصف النہار عرفی'' کہتے ہیں، یعنی عرف میں آدھا دن یہیں تک ہوتا ہے۔اس کو زوال بھی کہا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں نقشوں میں جو زوال کا وقت لکھا ہوتا ہے تو اس سے یہی نصف النہار عرفی ہی مراد ہوتا ہے، جس کے بعد ظہر کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

2۔نصف النہار شرعی:

صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک پورے دن کا جتنا بھی وقت ہے اس کے آدھے وقت کو ''نصف النہار شرعی'' کہتے ہیں، یعنی شریعت کی نگاہ میں آدھا دن یہیں تک ہوتا ہے۔اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نصف النہار شرعی کا وقت نصف النہار عرفی سے کچھ پہلے ہوتا ہے۔

مسئلہ کی تفصیل:

ما قبل کی وضاحت کے بعد مسئلہ سمجھیے کہ:

1۔ نفلی روزے کی نیت رات سے بھی درست ہے اور سحری کے وقت یعنی صبح صادق سے پہلے بھی درست ہے، البتہ جس شخص نے سحری کے وقت بھی نیت نہیں کی یہاں تک کہ صبح صادق کا وقت داخل ہو گیا تو وہ ''نصف النہار شرعی'' سے پہلے پہلے روزے کی نیت کر سکتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ صبح صادق طلوع ہونے کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ اسی طرح وہ حضرات جو سحری سے رہ جاتے ہوں اور صبح صادق کے بعد ہی بیدار ہو جاتے ہوں تو ان کے لیے بھی اتنی سہولت ہے کہ وہ نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے نیت کر کے روزہ رکھ لیا کریں اس شرط کے ساتھ کہ صبح صادق کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو اور نہ ہی روزہ توڑنے والا کوئی کام کیا ہو۔

2۔ جس شخص نے ''نصف النہار شرعی'' تک بھی نیت نہیں کی تو اس کے بعد اس کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔

(رد المحتار علی الدر المختار، فتاویٰ رحیمیہ، مراقی الفلاح مع نور الایضاح، بہشتی زیور)

مثال: مئی اور جون میں کراچی پاکستان کے لیے ''نصف النہار شرعی'' کا وقت:

مئی اور جون کے مہینے میں کراچی کے لیے ''نصف النہار شرعی'' کا وقت تقریباً پونے بارہ (11:45) بجے تک ہے، یعنی ما قبل کی تفصیل کے مطابق اس سے پہلے پہلے نفلی روزے کی نیت کی جا سکتی ہے۔

قضا اور کفارے کے روزوں کی نیت کب تک کی جا سکتی ہے؟

قضا اور کفارے کے روزوں کی نیت صبح صادق سے پہلے پہلے کرنی ضروری ہے، اگر کسی نے صبح صادق سے پہلے نیت نہیں کی تو صبح صادق کے بعد ان روزوں کی نیت معتبر نہیں۔ (بہشتی زیور، رد المحتار)

سحری کے احکام

سحری کا وقت رات ہی کو ہے:

جب صبح صادق طلوع ہونے کا وقت قریب آتا ہے اور رات ختم ہونے لگتی ہے تو رات ختم ہونے سے پہلے پہلے سحری بند کرلینی ضروری ہے، کیوں کہ سحری کا وقت رات کو ہے نہ کہ صبح کو، اس لیے جو لوگ صبح صادق کا وقت داخل ہوجانے کے بعد بھی کھاتے پیتے ہیں ان کا روزہ ہر گز درست نہیں۔ (اعلاء السنن)

فجر کی اذان کے دوران سحری بند کرنے کا حکم:

بہت سے لوگ فجر کی اذان کے دوران بھی کھاتے پیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک اذان ختم نہ ہوجائے اس وقت تک سحری کا وقت باقی رہتا ہے، یاد رہے کہ یہ کھلی غلطی ہے، کیوں کہ اذان صبح صادق طلوع ہوجانے کے بعد ہوتی ہے جبکہ سحری رات ہی کو بند کرنی ضروری ہے، اس لیے جو لوگ اذان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں وہ در حقیقت رات کے بجائے صبح کو سحری بند کررہے ہوتے ہیں حالاں کہ سحری کا وقت رات ہی کو ہے نہ کہ دن کو، اس لیے ایسے حضرات کا روزہ ہر گز درست نہیں۔

سحری بند کرنے میں فجر کی اذان کا کوئی اعتبار نہیں:

ماقبل کی تفصیل سے یہ بات بھی معلوم ہوجاتی ہے کہ سحری بند کرنے میں اصل اعتبار اذان کا نہیں بلکہ صبح صادق کا ہے کہ جب صبح صادق طلوع ہوجائے اس کے بعد کھانے پینے سے روزہ ہوتا ہی نہیں، اگرچہ اذان نہیں ہوئی ہو، کیوں کہ اذان تو صبح صادق کے بعد ہی ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح بعض مساجد میں صبح صادق سے پہلے ہی فجر کی اذان دے دیتے ہیں، ایسی صورت میں بھی اصل اعتبار صبح صادق ہی کا ہوگا کہ اگرچہ اذان ہوچکی ہو لیکن چوں کہ صبح صادق طلوع نہیں ہوا ہوتا اس لیے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے تک سحری کھانا جائز ہے۔

(امداد الفتاویٰ و دیگر کتب)

تنبیہ: بہتر یہ ہے کہ صبح صادق طلوع ہونے سے چند منٹ پہلے روزہ بند کرلیا جائے تاکہ احتیاط رہے۔

جنابت کی حالت میں روزہ رکھنے کا حکم:

جنابت کی حالت میں بھی روزہ رکھنا درست ہے، اگر کسی شخص کو سحری کے وقت غسل کرنے کی حاجت ہو تو بہتر تو یہ ہے کہ غسل کرکے سحری کرلے، لیکن اگر غسل کرنے کا موقع نہ ہو تو منہ ہاتھ دھو کر سحری کرلے، اور غسل بعد میں کرلے اگرچہ یہ غسل صبح صادق طلوع ہوجانے کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔
(ردالمحتار، مراقی الفلاح)

سحری اور افطاری سے متعلق نہایت ہی قیمتی اور اہم مشورے

سحری اور افطاری کے لیے مستند نقشہ اپنے پاس رکھیے:

بہترین صورت یہ ہے کہ سحر وافطار کے اوقات سے متعلق اپنے شہر اور علاقے کا کوئی مستند نقشہ اپنے پاس رکھا جائے، پھر اسی نقشے کا اعتبار کرتے ہوئے سحر وافطار کا اہتمام کیا جائے کہ نقشے میں جو صبح صادق کا وقت لکھا ہوتا ہے اس سے پہلے روزہ بند کرلیا جائے، اور جو مغرب کا وقت لکھا ہوتا ہے اس سے پہلے ہرگز افطاری نہ کی جائے، ان باتوں پر عمل کرکے غلطی سے حفاظت ہوسکتی ہے۔ سحر وافطار کے اوقات معلوم کرنے کے لیے اپنے شہر کے کسی معتبر نقشے سے استفادہ کرنے کی کوشش کی جائے جس میں سحر وافطار کے اوقات درج ہوں۔

گھڑیاں ملک کے معیاری وقت کے مطابق کیجیے!

اوقاتِ نماز اور سحر وافطار کے نقشے ملک کے معیاری وقت کے مطابق ہی بنائے جاتے ہیں، اس لیے ہر شخص کو اپنی گھڑی اور اپنے گھروں، دفاتر اور تعلیمی اداروں کی گھڑیاں ملک کے معیاری وقت کے مطابق ہی رکھنی چاہیے، اسی طرح مساجد کی گھڑیاں بھی اپنے ملک کے معیاری وقت کے مطابق کرنی چاہیے کیوں کہ نمازوں کے اوقات اور سحر وافطار میں اس کی بڑی ضرورت پڑتی ہے، جبکہ اس سے غفلت کے نتیجے میں متعدد مسائل اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مساجد کی انتظامیہ کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

عام ایام میں روزہ بند کرنے سے متعلق اہم تنبیہ:

ماہِ رمضان میں عموماً صبح صادق کے بعد جلد ہی فجر کی اذان دے دی جاتی ہے تاکہ جلد ہی فجر کی جماعت ادا کی جاسکے، لیکن عام ایام میں چوں کہ فجر کی جماعت اندھیرے کی بجائے روشنی میں ادا کی جاتی ہے اس لیے بہت سی مساجد میں اذان بھی صبح صادق کے بعد کچھ تاخیر سے دی جاتی ہے، اس صورتحال میں اذان کے ساتھ کھانے پینے سے روزہ نہ ہونے کا مسئلہ تو واضح ہے ہی لیکن اذان سے پہلے بھی کھانے پینے سے روزہ نہ ہونے کا اندیشہ ہے، اس لیے مناسب بلکہ ضروری یہی ہے کہ صبح صادق داخل ہونے سے پہلے ہی روزہ بند کرنے کا اہتمام کیا جائے اور اس کے لیے اوقاتِ نماز اور سحر و افطار کے نقشے کا سہارا لیا جائے۔

افطار کے احکام

افطار کا وقت:

جب سورج غروب ہوجائے اور مغرب کا وقت داخل ہوجائے تو روزہ مکمل ہوجاتا ہے اور یہی افطار کرنے کا اصل وقت ہے، اس لیے مغرب کا وقت داخل ہوجانے کے بعد ہی افطار جائز ہے، اس سے پہلے افطار کرنا ہرگز جائز نہیں۔(اعلاء السنن، رد المحتار)

روزہ افطار کرنے میں مغرب کا وقت داخل ہونے کا اعتبار ہے:

روزہ افطار کرنے میں اصل اعتبار مغرب کا وقت داخل ہونے کا ہے، یعنی جب مغرب کا وقت داخل ہوجائے تو افطار کرنا جائز ہے اگرچہ اذان نہیں ہوئی ہو۔اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اگر کسی مسجد میں مغرب کا وقت داخل ہونے سے پہلے ہی اذان دے دی گئی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں، یہ اذان نہ تو مغرب کی نماز کے لیے معتبر ہے اور نہ ہی اس کی وجہ سے افطار کیا جاسکتا ہے، بلکہ افطار کے لیے مغرب کے وقت کے داخل ہونے کا انتظار کرنا ضروری ہے۔(اعلاء السنن، رد المحتار و دیگر کتب)

افطار کرنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ.

ترجمہ: اے اللہ! میں نے آپ ہی کے لیے روزہ رکھا اور آپ ہی کے رزق پر افطار کیا۔

(سنن ابی داود حدیث: 2358، پُرنور دعائیں از شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم)

ایک روایت میں یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

ترجمہ: پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہو گئیں اور ان شاءاللہ اجر ثابت ہو گیا۔

(سنن ابی داود حدیث: 2357)

فائدہ: بعض اہلِ علم کے نزدیک مذکورہ دو دعاؤں میں سے پہلی دعا افطار سے پہلے جبکہ دوسری دعا افطار کے بعد پڑھی جائے۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
3 شوال 1441ھ/ 26 مئی 2020